

خطبہ (۳۲)

لوگوں کو ایل شام سے آمادہ جنگ کرنے کیلئے فرمایا
حیف ہے تم پر! میں تو تمہیں ملامت کرتے کرتے بھی اکتا گیا
ہوں۔ کیا تمہیں آخرت کے بد لے دنیوی زندگی اور عزت کے بد لے
ذلت ہی گوارا ہے؟ جب تمہیں دشمنوں سے لڑنے کیلئے بلا تا ہوں تو
تمہاری آنکھیں اس طرح گھونٹنے لگ جاتی ہیں کہ گویا تم موت کے
گرداب میں ہو اور جان کنی کی غفلت اور مد ہوشی تم پر طاری ہے۔ میری
باتیں جیسے تمہاری سمجھ ہی میں نہیں آتیں تو تم ششد رہ جاتے ہو۔
معلوم ہوتا ہے جیسے تمہارے دل و دماغ پر دیوانگی کا اثر ہے کہ تم کچھ عقل
سے کام نہیں لے سکتے۔ تم ہمیشہ کیلئے مجھ سے اپنا اعتماد کھو چکے ہو۔ نہ تم
کوئی توی سہارا ہو کہ تم پر بھروسہ کر کے دشمنوں کی طرف رُخ کیا جائے
اور نہ تم عزت و کامرانی کے ویلے ہو کہ تمہاری ضرورت محسوس ہو۔
تمہاری مثال تو ان اونٹوں کی سی ہے جن کے چڑوا ہے گم ہو گئے
ہوں، اگر انہیں ایک طرف سے سمیٹا جائے تو دوسری طرف سے تتر بر ہو
جائیں گے۔ خدا کی قسم! تم جنگ کے شعلے بھڑکانے کیلئے بہت بڑے ثابت
ہوئے ہو۔ تمہارے خلاف سب تدبیریں ہوا کرتی ہیں اور تم دشمنوں
کے خلاف کوئی تدبیر نہیں کرتے۔ تمہارے (شہروں کے) حدود (دن
بـ دن) کم ہوتے جا رہے ہیں مگر تمہیں غصہ نہیں آتا۔ وہ تمہاری طرف
سے کبھی غافل نہیں ہوتے اور تم ہو کہ غفلت میں سب کچھ بھولے ہوئے
ہو۔ خدا کی قسم! ایک دوسرے پرٹال نے والے ہا را ہی کرتے ہیں۔ خدا
کی قسم! میں تمہارے متعلق یہ گمان رکھتا ہوں کہ اگر جنگ زور پکڑ لے
اور موت کی گرم بازاری ہو تو تم ابن الی طالب سے اس طرح کٹ جاؤ
گے جس طرح بدن سے سر مٹا (کہ دوبارہ پلٹنا ممکن ہی نہ ہو)۔

(۳۴) وَمِنْ حُكْمِهِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَأُ

فِي اسْتِنْقَارِ النَّاسِ إِلَى آهَلِ الشَّامِ
أَفِ لَكُمْ! لَقَدْ سَعَيْتُ عِتَابَكُمْ!
﴿أَرَضَيْتُمْ بِالْحَلِيَّةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ﴾
عَوْضًا؟ وَ بِالذُّلِّ مِنَ الْعِزِّ حَلَفًا؟ إِذَا
دَعَوْتُكُمْ إِلَى جِهَادٍ عَدُوِّكُمْ دَارَثَ
أَعْيُنُكُمْ، كَانَكُمْ مِنَ الْمُوْتِ فِي غَمْرَةٍ، وَ مِنَ
الذُّهُولِ فِي سَكْرَةٍ، يُرْتَجُ عَلَيْكُمْ حَوَارِيٌّ
فَتَعْمَهُونَ، فَكَانَ قُلُوبَكُمْ مَالُوْسَةً، فَإِنْتُمْ
لَا تَعْقِلُونَ. مَا أَنْتُمْ لِي بِشَقَّةٍ سَاجِيْسَ
اللَّيْلَى، وَ مَا أَنْتُمْ بِرُكْنٍ يُسَالُ بِكُمْ، وَ لَا
رَوَافِرِ عِزٍّ يُفْتَرِرُ إِلَيْكُمْ.
مَا أَنْتُمْ إِلَّا كَإِلٍ ضَلَّ رُعَاتُهَا،
فَكُلَّمَا جُمِعْتُ مِنْ جَانِبِ اِنْتَشَرَتْ
مِنْ أَخْرَ، لَيْسَ . لَعْبُ اللَّهِ! .
سَعْرُ نَارِ الْحَرْبِ أَنْتُمْ، ثُكَادُونَ
وَ لَا تَكِيدُونَ، وَ ثُنْتَقُصُ أَطْرَافُكُمْ
فَلَا تَسْتَعْضُونَ، لَا يُنَامُ عَنْكُمْ
وَ أَنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ سَاهُونَ، غُلْبَ
وَاللَّهُ الْمُتَخَالِذُونَ، وَ اِيْمُ اللَّهِ! إِنِّي لَأَظُنُّ
بِكُمْ أَنْ لَوْ حَسِنَ الْوَعْيِ، وَ اسْتَحْرَ
الْمَوْتُ، قَدِ اِنْفَرَجْتُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ
اِنْفِرَاجَ الرَّأْسِ.

(خدا کی قسم!) جو شخص کہ اپنے شمن کو اس طرح اپنے پر قابو دے دے کہ وہ اس کی ہڈیوں سے گوشت تک اتار دے اے اور ہڈیوں کو توڑ دے اور کھال کو پارہ کر دے، تو اس کا عجز انہا کو پہنچا ہوا ہے اور سینے کی پسلیوں میں گھرا ہوا (دل) کمزور ناتوان ہے۔ اگر تم ایسا ہونا چاہتے ہو تو ہوا کرو، لیکن میں تو ایسا اس وقت تک نہ ہونے دوں گا جب تک مقام مشارف کی (تیر دھار) تواریں چلانے لوں کہ جس سے سر کی ہڈیوں کے پر خچ اڑ جائیں اور بازا و اور قدم کٹ کر گرنے لگیں۔ اس کے بعد جو اللہ چاہے وہ کرے۔

اے لوگو! ایک تو میرا تم پر حق ہے اور ایک تمہارا مجھ پر حق ہے۔ (تمہارا مجھ پر حق یہ ہے) کہ میں تمہاری خیر خواہی پیش نظر رکھوں اور بیت المال سے تمہیں پورا پورا حصہ دوں اور تمہیں تعلیم دوں تاکہ تم جاہل نہ رہو اور اس طرح تمہیں تہذیب سکھاؤں جس پر تم عمل کرو، اور میرا تم پر یہ حق ہے کہ بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرو اور سامنے اور پس پشت خیر خواہی کرو۔ جب بلاوں تو میری صدا پر لیک کہو اور جب کوئی حکم دوں تو اس کی تعییں کرو۔

--☆☆--

-----☆☆-----

واللہ! اِنَّ اُمَّرَاً يُيَكِّنُ عَدُوَّهُ مِنْ نَفْسِهِ يَعْرُقُ لَحْمَهُ، وَ يَهْشِمُ عَظْمَهُ، وَ يَفْرِي جِلْدَهُ، لَعَظِيمٌ عَجْزَهُ، ضَعِيفٌ مَا ضُمِّثَ عَلَيْهِ جَوَانِحُ صَدْرِهِ。 أَنْتَ فَكُنْ ذَاكَ إِنْ شِئْتَ، فَأَمَّا آنَا فَوَاللَّهِ! دُونَ آنَ أُعْطِيَ ذَلِكَ ضَمْرَبٌ بِالْمُشْرِفَيَّةِ تَطْيِيرٌ مِنْهُ فَرَاسُ الْهَامِ، وَ تَطْيِيعُ السَّوَاعِدُ وَ الْأَقْدَامُ، وَ يَفْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ ذَلِكَ مَا يَشَاءُ۔

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ لِي عَلَيْكُمْ حَقًّا، وَ لَكُمْ عَلَىَّ حَقًّ: فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَىَّ: فَالنَّصِيحةُ لَكُمْ، وَ تَوْفِيرُ فَيْعِكُمْ عَلَيْكُمْ، وَ تَعْلِيمُكُمْ كَيْلًا تَجْهَلُوا، وَ تَأْدِيبُكُمْ كَيْتَا تَعْلَمُوا. وَ أَمَّا حَقُّنِي عَلَيْكُمْ فَأَلْوَفَأُهُ بِالْبَيْعَةِ، وَ النَّصِيحةِ فِي الْمَشْهِدِ وَ الْمَغْيِبِ، وَ الْإِجَابَةِ حِينَ أَدْعُوكُمْ، وَ الْطَّاعَةِ حِينَ أَمْرُوكُمْ۔

۴۔ یہ بحث ایسی عیحدگی کیلئے استعمال ہوتا ہے کہ جس کے بعد پھر مل بیٹھنے کی کوئی آس نہ رہے۔

صاحب درخخنیوں نے اس کی توجیہ میں چند اقوال نقل کئے ہیں:

- ا۔ ان درید کا قول یہ ہے کہ: اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح سربدن سے کٹ جاتا ہے تو پھر اس کا جڑانا ممکن ہوتا ہے، یعنی تم ایک دفعہ ساقہ چھوڑنے کے بعد پھر مجھ سے نہ مل سکو گے۔
- ۲۔ مفضل کا قول ہے کہ: ”رأس“ (سر) ایک شخص کا نام تھا اور شام کا ایک گاؤں ”بیت الرأس“ اسی کے نام پر ہے۔ یہ شخص اپنا گھر بارچھوڑ کر گئیں اور چلا گیا اور پھر پلٹ کر اپنے گاؤں میں نہ آیا، جس سے یہ کہاوت چلنگی کہ تم تو یوں گئے جس طرح راس گیا تھا۔

- ۳۔ ایک معنی یہ ہیں کہ: جس طرح سر کی ہڈیوں کے جوڑ الگ الگ ہو جائیں تو پھر آپس میں جو انہیں کرتے یونہی تم مجھ سے کٹ کر پھرنہ ہو سکو گے۔
 - ۴۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جملہ: «إِنْفَرِجْتُمْ عَيْنَيْ رَأْسًا» (یعنی تم پورے طور پر مجھ سے جدا ہو جاؤ گے) کے معنی میں ہے۔ شارح معترضی نے یہ معنی قلب الدین راومندی کی شرح سے نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ: یہ معنی درست نہیں ہیں، کیونکہ ”راس“ جب کلیہ کے معنی میں آتا ہے تو اس پر الف لام داخل نہیں ہوا کرتا۔
 - ۵۔ اس کے یہ معنی بھی کہتے جاتے ہیں کہ: تم مجھ سے اس طرح دامن چھڑا کر چلتے ہو گے جس طرح کوئی سر بچا کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک آدھ معنی اور بھی کہنے لگتے ہیں مگر بعدید ہونے کی وجہ سے انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے اس کا استعمال حکیم عرب اکشم ابن صیفی نے اپنے بچوں کو اتفاق و اتحاد کی تعلیم دیتے ہوئے کیا۔ چنانچہ اس کا قول ہے کہ:
- یا بُنَیَّ! لَا تَنْفَرِجُوا عِنْدَ الشَّدَائِدِ انْفِرَاجَ الرَّأْسِ، فَإِنَّكُمْ بِمَذْلِكَ لَا تَنْجَى مُعُوفٌ.
- بیٹو! بھتی کے وقت ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جانا، ورنہ پھر کبھی ایک جگہ جمع نہ ہو سکو گے۔

